نقیبِ ختمِ نبوۃ ملتان

شہیدِ عشقِ محمدؐ کا احترام کرو
کہ اس سے برزخ و محشر میں احتساب نہیں

بیاد
شہداءِ ختمِ نبوّت
۱۹۵۳ء

مسلمانو!

پرچم **ختمِ نبوّۃ** گرنے نہ پائے اور عقیدۂ ختمِ نبوّۃ پر آنچ نہ آنے —— اس کی حفاظت ہم سب مسلمانوں کے ایمان کی اساس ہے۔ ہمارے ساتھیوں نے اپنے خون سے اس مشن کی آبیاری کی ہے۔ اس مقدّس تحریک کو زندہ رکھنا۔

احرار کے سرخپوش جوانو! خونِ شہدا کے وارثو!

تمہیں دیکھ کر میں اپنے آپ کو بہت **طاقتور** محسوس کرتا ہوں۔ میں مطمئن ہوں کہ جب تک احرار زندہ و باقی ہیں "نئی نبوت" نہیں چلنے دیں گے۔ جب بھی کوئی "نبی" سر اٹھائے گا صدیقِ اکبر کی سنت جاری کی جائے گی۔

مسلمانو! متحد ہو کر احرار کی اس دینی جنگ میں شریک ہو جاؤ اور اپنی اجتماعی قوت سے انگریزی نبوت کا ٹاٹ لپیٹ دو۔

مقصود کی منزل نہ ملی ہے نہ ملے گی ○ سینوں میں اگر جذبۂ احرار نہیں ہے

بانیٔ احرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
آخری خطاب ۱۵ دسمبر ۱۹۵۸ء

بصورت: تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

افکارِ احرار:

قائدِ احرار جانشینِ امیرِ شریعت سیّد ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے فرمایا:

"شجرِ اسلام یقین و نجات کے سایہ و ثمر کا ابدی ضامن ہے۔ اسلام کا چمن محمد کریم اور صحابۂ کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے مقدّس خون کی ابدی حرارتوں سے سرسبز و شاداب ہے۔ اس پر کبھی خزاں نہیں آسکتی۔ اس کے پھولوں کی مہک ان کی تازگی، ان کا رنگ و بو سدا بہار ہے۔ اس کی نشاط آفریں، انبساط انگیز اور سکون پرور ہوائیں تمام موسموں اور تمام زمانوں کو محیط ہیں، تہ در تہ تاریخ کے بوسیدہ اوراق اس پر شاہدِ عدل ہیں کہ جب بھی مرغزارِ اسلام کی بہاروں سے اپنوں اور بیگانوں نے استفادہ کے لئے دیدۂ بینا کھولے تو یہ روح و جاں میں اُتر گئیں اس نے خمیرِ وجدان کو حیاتِ نَو عطا کی اور بڑے مردہ اخلاق کے مردہ پیکر حیاتِ طیبہ پاکر زندۂ جاوید ہوگئے۔

آؤ آگے بڑھو ایک قدم ہی بڑھو یہ دس قدم بڑھ کر آپ کو گلے لگالے گا۔ ظلمتوں سے نکال کر نور کی وادی میں اتار دے گا۔ فنا کی گھاٹیوں سے بچا کر فرازِ عظمت کا شہ نشیں بنا دے گا"!

خطاب جامع مسجد جرّہ محلہ گوجرانوالہ، ۵، فروری ۱۹۷۹ء

نقیبِ ختمِ نبوۃ

مارچ : ۱۹۸۸ء

سلسلۂ اشاعت (۲)

رفقاءِ فکر

سید عطاء المحسن بخاری
سید عطاء المؤمن بخاری
سید عطاء المہیمن بخاری
سید محمد کفیل بخاری
سید عبدالکبیر بخاری
سید محمد معاویہ بخاری
سید محمد ذوالکفل بخاری
سید محمد ارشد بخاری
سید خالد مسعود گیلانی
عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوا
عمر فاروق معاویہ ○ محمود شاہد
قمر الحق قمر ○ بدر منیر احرار

رابطہ : مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

قیمت : -/۳ روپے ○ سالانہ -/۳۵ روپے

دل کی بات

صدائے بازگشت

ابھی کل کی بات ہے۔ ۱۹۵۳ء کا ذکر ہے اسلامی مملکت میں ظالم کا اقتدار تھا، جبرو استبداد تھا، شیطان کا راج تھا، لاٹھیاں برس رہی تھیں، داڑھیاں نوچی جا رہی تھیں، گولیاں چل رہی تھیں، خون بہہ رہا تھا، لاشیں تڑپ رہی تھیں۔

ظلم کے اس طوفان میں، لاٹھیوں کی برسات میں، گولیوں کی بوچھاڑ میں، سرخ سرخ پھولوں کے سائے میں، حق پرستوں کا اک قافلہ رواں دواں ہے۔ جس کا ہر فرد جری اور جیالا ہے جس نے ماؤں کی محبت، حرم کی رفاقت، اولاد کی شفقت، دولت و صولت، گھر کی راحت سب کچھ دین پر قربان کرنے کا عہد کیا ہے جس نے ناموسِ رسالت کے تحفظ کی قسم کھائی ہے۔

رہنما قید، احرار معتوب، پاؤں میں بیڑیاں، ہاتھ میں زنجیریں، زباں پر پہرے مگر عزم جواں، سینوں میں جذبوں کا طوفان، تاریخ کی شہادت ہے، جبر کے اس ماحول میں احرار کا کردار ہے۔

نعرے گونج رہے تھے ۔۔۔ نعرۂ تکبیر ۔۔۔ اللہ اکبر ۔۔۔ تاج و تختِ ختم نبوۃ زندہ باد ۔۔۔ مرزائی کافر و مرتد ہیں ۔۔۔ اسلام کے غدار ہیں، انگریز کے دلدار ہیں، زر کے طلبگار ہیں، جھوٹے ہیں مکار ہیں، قزاق ہیں عیار ہیں، خود مرزا جی کے بقول "بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہیں" ۔۔۔ لاٹھیاں برستی رہیں۔ داڑھیاں کھنچتی رہیں، گولیاں چلتی رہیں، خون بہتا رہا، لاشیں تڑپتی رہیں، کارواں بنتا گیا، قافلہ چلتا گیا۔

اب ۱۹۸۸ء ہے ۔۔۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ۔۔۔ مرزائی غیر مسلم اقلیت ہیں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس ہے۔ ابھی منزل نہیں آئی، سفر جاری ہے، رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو۔

تمہیں یاد ہے؟

امیرِ شریعتؒ نے فرمایا تھا: "احرار کا قیام و بقا ایک شرعی امر ہے"

یہ پرچم ختم نبوت ہے، تمہاری عزت و حرمت ہے، یہی سنگِ میل ہے۔

پھر اُسی نعرۂ حق کی صدائے بازگشت ہے۔

لاٹھیاں برستی رہیں گی، داڑھیاں کھنچتی رہیں گی، گولیاں چلتی رہیں گی، خون بہتا رہے گا، لاشیں تڑپتی رہیں گی۔ قافلے والو! شہدائے ختم نبوت کے وارثو! ابوذرؓ کی قیادت میں، ابوذرؓ کی رفاقت میں ۔۔۔ آگے بڑھو!

لاٹھیاں ٹوٹ جائیں گی، گولیاں ختم ہو جائیں گی، ظالم عبرت کا نشاں ہوں گے۔ یہ ملک ہمارا ہے۔ اللہ کی دھرتی پر اللہ کی حکومت ہو گی۔!

فیصلہ ہو چکا ہے منزل ہماری ہے، فتح مقدر ہے، دشمن جاں بلب ہے، نعرے گونج رہے ہیں۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، تاج و تختِ ختم نبوۃ زندہ باد ۔۔۔ یہی تو حکمِ رسول ہے

الجہاد ماضٍ الیٰ یوم القیٰمۃ

جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔!

مارچ ۱۹۵۳ء میں مجلسِ احرارِ اسلام کی برپا کی ہوئی مقدس تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت کے

شہیدوں کو سلام

سلام ان حق شناسوں، حق آگاہوں، حق پژوہوں کو
جنہوں نے جنگِ یمامہ میں شہید ہونے والے حق پرست صحابۂ رسول علیہم السلام کی ابدی سنّت تازہ کی۔

سلام ان وفا کیشوں کو جنہوں نے محبتِ رسول میں سرمست و سرشار ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منصبِ ختمِ نبوّت کی حفاظت میں اپنی کڑیل جوانیوں کے نذرانے پیش کئے۔

سلام اُن ابد بجاں جیالوں کو جنہوں نے پاکستان کے طول و عرض میں خونِ دل دے کر محمد رسول اللہ کی ختمِ نبوت کا چراغ جلایا۔

سلام اُن رہروانِ جادۂ ابدی کو جو فنا کے گھاٹ اُتر کر بقاءِ دوام پا گئے۔

سلام اُن جری اور جیالوں کو جن کی پامردی و استقلال اور ایثار و شہادت نے جبر و استبداد اور مکر و ارتداد کے بندوں کو خونِ وفا کی جھیل میں ہمیشہ کے لئے غرق کر دیا۔

سلام خوددار ماؤں کے ان سپوتوں کو جن کی انمول قربانیوں نے مرزائیت کے نمرود کو ذلت و رسوائی کے گڑھے میں دفن کر دیا۔

سلام صد ہزار سلام ان مقدّس روحوں کو جو آج بھی پکار پکار کے کہہ رہی ہیں

کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

سید عطاء المحسن بخاری

مرزائیت کا ماضی و حال

اسلام ہی مکمل دین ہے اور یہی دین حق ہے اور نبوتِ محمدیہ نعمتِ تامّہ و کاملہ ہے اور یہی روحِ عصر ہے ۔ یہ بات تمام شکوک و شبہات سے مبرّا و منزّہ ہے اس میں شک و شبہ پیدا کرنے والا اپنی نسبتِ اسلام پر خطِ تنسیخ کھینچتا ہے اور اپنے لئے محبت و رواداری کے تمام دروازے بند کرتا ہے ۔

تاریخ اس حقیقت کو اپنی آغوش میں چھپائے ہوئے ہے کہ مختلف ادوار میں انسانوں نے اپنی سفلی عقل کی بنیاد پر حیوانی تقاضوں کی تکمیل کے لئے اس دینِ حق کی رداءِ ابیض پر اعتراضات کے نجس اور سیاہ چھینٹے ڈالنے کی بار بار سعیٔ ناتمام کی ہے اور ہر موقعہ پر اتباعِ رسول کے ابدی نشہ میں سرشار و سرمست داناؤں خرد مندوں اور بصیرتِ بالغہ کے پیکروں نے تشکیک و ارتیاب کے مارے لوگوں کو منہ توڑ جواب دیا اور بہتوں کو ظلمتوں کے بھنور سے نکال کر نور کے جادۂ مستقیم کا راہی بنا دیا اور بہت کم ایسے سیاہ باطن تھے جو اپنے گناہوں کے کالے دریا کی طغیانیوں میں گھر کر رہ گئے اور ہزار اعانت کے باوصف جرائم کے تیندوے کی گرفت سے نہ نکل سکے ۔ ایسے ہی سیہ روزوں نے اہلِ اسلام اور ان کی نورانی کاوشوں کو تعصب ، جبر ، ظلم ، جور اور کم سے کم نامناسب رویہ کا نام دیا اور گوئبلز کی سفلی غلامی میں پروپیگنڈہ کے منفی سہارے سے رہروانِ جادۂ حق کو بدنام کرنے کی مکروہ ریت ڈالی ہمارے عہدِ زبوں میں اہرمن کا یہ اوچھا ہتھکنڈا پہلے تو فرنگی سامراج نے اُن اہلِ حق کے خلاف بھرپور استعمال کیا جنہوں نے اس بدیسی کافر کے خلاف جہاد کیا اور اس کے خبیث اقتدار کی طویل رات کو صبحِ آزادی کی روپہلی کرنوں کو طلوع کر کے ختم کیا ۔ فرنگی سامراج نے اپنے بدیسی اور دیسی ایجنٹوں کے ذریعہ اہلِ حق پر الزام و دشنام کا یہ سلسلہ اتنا وسیع کیا کہ ہندوستان میں امتِ مسلمہ مستقل طور پر دو حلقوں میں تقسیم ہو گئی ۔

انگریز کے دوست

انگریز کے دشمن

فرنگی نے اپنے دوستوں کو خوب نوازا جاگیریں، عہدے، مناصب، خطاب و القاب اور سماجی و سیاسی تحفظات فراہم کئے اور ان کی ہر مشکل اور آڑے وقت میں یوں مدد کی جیسے وہ ملکۂ وکٹوریہ کے گماشتوں کی مدد کرتے تھے۔ ایک طرف محبتوں، نوازشوں اور عنایتوں کا یہ عالم تھا تو دوسری طرف حق والوں کے خلاف تمام استبدادی حربے استعمال کئے گئے مار کٹائی، لوہے کی گرم سلاخوں سے داغنا، راتوں کو جبراً جگانا، کمرے میں پیشاب چھڑک کے اس پر ننگے بدن سلانا، گوکے توبرے باندھنا، بھوکا رکھنا، بھوکے کو مارنا پھر پیٹ بھر کے کھانا کھلانا مہربانی کا برتاؤ کرنا اور پھر رات رات بھر جگانا نیند آنے پر کوڑے برسانا پیٹ میں ٹھڈے مارنا، نماز کے اوقات میں وضو کے لئے پیشاب والی نالی سے وضو کے لئے مجبور کرنا، سؤر کی چربی والا کھانا کھانے کے لئے مجبور کرنا نہ کھانے پر مارنا ڈاڑھی نوچنا منہ پر تھوکنا جسم کے نازک حصوں کو زخمی کرکے ان پر مرچیں چھڑکنا، ان کے رونے چیخنے پر قہقہے لگانا اور شراب پینا ان کی عزت و ناموس کو لوٹنا مجاہدین کے سامنے ان کی گھر والیوں کو برہنہ کرنا، معصوم بچوں کو قتل کرنا، ہفتوں مارنا اذیتیں دینا، لوہے کی سلاخوں کے تنگ صندوقوں میں تین تین ماہ بند رکھنا سخت سردی میں برہنہ رکھنا، جائیدادوں کی ضبطی قرقی بھرے بازار میں ڈاڑھیوں سے پکڑ کر مارنا گھسیٹنا، گھوڑوں سے باندھ کر گھوڑوں کو بھگانا اور ان کی موت کا تماشا کرنا توپ کے سامنے ایک لائن میں کھڑے کرکے سیکڑوں مجاہدین کو توپ دم کرنا، شہر میں درختوں پر پھانسی دینا اور مہینوں شہداء کی لاشوں کو لٹکائے رکھنا۔

جہادِ اسلام میں شریک ہونے کے جرم پر یہ تعزیریں تھیں اور یہ ان لوگوں کا "کردار" ہے جو اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں کہتے تھے۔ مسلمانوں کو غیر مہذب اور اپنے آپ کو مہذب قوم کہتے تھے۔ یہ تھی وہ تہذیب فرنگ جس کا ناقوس بجانے میں نام نہاد مسلمان فرنگی سے بھی سبقت لے گئے اور اہل حق کو ہمیشہ غیر مہذب ہونے کا طعنہ دیا۔

ہندوستان میں فرنگی جس طرح دبے پاؤں داخل ہوا وہ مکاری و چالبازی کی منفرد مثال ہے۔ ۱۶۰۱ء، ۱۶۰۸ء اور ۱۶۱۵ء میں بڑی آہستگی سے تجارت کے بہروپ میں در آنے والا فرنگی ۱۹۴۷ء تک مسلمانوں کے

جسدِ ملّی اور جسدِ وطنی کو یوں لوٹتا رہا جیسے ہفتوں کے بھوکے درندے ہرن کے معصوم بچے پر جھپٹے چیرتے پھاڑتے اور بھنبھوڑتے ہیں۔

ماڈرن سولائزیشن کے ان بھیڑیوں نے جو وحشیانہ سلوک دینِ حق اور اہلِ حق سے کیا اس کے باوجود ہندوستانی اقتدار پرستوں نے اس سولائزیشن کو نہ صرف قبول کیا بلکہ فرنگی کو اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہونے کے لئے ٹول کا کام دیا۔ فرنگی کے انہی دوستوں اور ٹوڈیوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان بھی ایک منفرد و محبوب خاندان تھا اس خاندان نے انگریز حکمرانوں کا استقبال، امداد و تعاون کس قدر کیا۔ کیا کیا خدمت کی، کس کس ڈھب سے کی اس سلسلہ میں غلام احمد قادیانی کی تحریریں، اعترافِ خدمتِ فرنگ کا تمغۂ خدمتِ فرنگ اپنے سینۂ کینہ پر لٹکاتے حاضرِ خدمت ہیں۔ غلام احمد اور اس کے خاندان کے اعترافات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ "میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکارِ انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ "مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جنگ جو جوان بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کی مدد دی تھی"۔ ؎۱

۲۔ "سب سے پہلے میں اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے چنانچہ صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ راگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیسِ قادیان کیسے سرکارِ انگریزی کے سچے وفادار اور نیک نام رئیس تھے اور کس طرح ان سے ۱۸۵۷ء میں اضافت اور خیر خواہی اور مدد دہی سرکار

؎۱ : تحفہ قیصریہ ص ۱۶ مصنفہ غلام احمد قادیانی

دولت مدار انگلشیہ ظہور میں آئی اور کس طرح ہمیشہ وہ ہوا خواہ سرکار رہے۔ گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کر سکتی ہے۔"

اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر لاہور نے بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے نام ہے چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے۔" ۱؎

۳۔ "یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے لہذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔" ۲؎

۴۔ چوتھا حوالہ دیکھیئے اور خدمت فرنگ کا سیاہ سورج طلوع ہوتا بھی دیکھیئے کہ غلام احمد نے اس موضوع پر کتنی سچی بات کہی ہے۔

"میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے اوّل والد مرحوم کے اثر نے دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔" ۳؎

۱؎ مجموعۂ اشتہارات حصہ سوم ص ۲۴۹ جمع کردہ محمد صادق مطبوعہ ۱۹۱۳ء بدر ایجنسی قادیان۔ ۲؎ مجموعۂ اشتہارات جمع کردہ محمد صادق ص ۲۶۲ حصہ سوم اشتہار ۴۸ مرقومہ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۹۸ء خط بنام بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ
۳؎ ضمیمہ تریاق القلوب ۳ ص ۳۱ مطبوعہ ۱۹۲۸ء ایڈیشن ۲

شہداءِ ختمِ نبوت (مارچ ۱۹۵۳ء) کی نذر

حضرت علامہ عبدالرشید طالوت رحمۃ اللہ تعالیٰ

سلام اُن پر جنہوں نے سنتِ سجاد زندہ کی
سلام اُن پر جنہوں نے کربلا کی یاد زندہ کی

سلام اُن پر کہ جو ختمِ نبوت کے تھے شیدائی
سلام اُن پر کہ جن کی جرأتِ رندانہ کام آئی

سلام اُن پر جنہوں نے مشعلیں حق کی جلائی ہیں
سلام اُن پر جنہوں نے گولیاں سینوں پہ کھائی ہیں

سلام اُن پر جو جیتے تھے فقط اسلام کی خاطر
جنابِ خواجۂ ہر دوسرا کے نام کی خاطر

سلام اُن پر کہ جو ختمِ رسالت کے تھے پروانے
جو عاقل با خدا تھے اور حضور خواجہ کے دیوانے

سلام ان کی شجاعت پر سلام ان کے قرینے پر
کہ سینہ تان کر کہتے تھے گولی آئے سینے پر

سلام اُن پر کہ جن کی غیرتِ ایمان تھی زندہ
سلام اُن پر قیامت تک ہے جن کا نام پائندہ

◎

سید عطاء المحسن بخاری

۱

ہندوستان میں فرنگی سامراج کی آمد اور اُس کے برگ و بار

ہندوستان کی سرزمین اپنے تخلیقی و جغرافیائی محلِ وقوع کے اعتبار سے پوری دنیا میں منفرد ہے۔ اس کے شمال میں ہمالیہ کا فلک بوس سلسلۂ کوہ اس طرح واقع ہے کہ مشرق و مغرب پر محیط ہے۔ اس کی لمبائی پندرہ سو میل اور چوڑائی ڈیڑھ سو سے اڑھائی سو میل پر محیط ہے۔ مشرق میں ہمالیہ کی طلوع ہونے والی شاخیں گارد۔ کھاسیا۔ لوشائی آسام کے میدانوں کے سینہ میں اُتر جاتی ہیں اور مغرب میں کوہ قراقرم، کوہ ہندوکش اور کوہ سلیمان کی سرکش و فلک بوس چوٹیاں سورج کو اپنی آغوش میں چھپا لینے کے لئے صدیوں سے مصروف ہیں۔ شمال کی یہ فصیل پھاند کر کوئی حملہ آور ہندوستان میں داخل ہونے کی ہمت نہیں کر سکا کہ اس پر ہمیشہ برف نے پہرے جمائے رکھے ہیں اور سال کا کوئی دن ایسا طلوع نہیں ہوتا کہ کوئی ادھر سے گزرنے کی راہ بھی دیکھ سکے البتہ ہندوستان کے شمال مغرب میں کوہ سلیمان کے ایسے چور راستے ہیں جنہوں نے حملہ آوروں کو ہندوستان میں آنے کی راہ دکھائی مثلاً درۂ خیبر، درۂ کرم، درۂ ٹوچی، درۂ گومل، درۂ بولان۔ یورپین سامراجی حملہ آوروں سے پہلے تمام حملہ آور انہی گم سم راستوں سے ہندوستان میں آئے جن میں سے کچھ تو حُسنِ ہندی میں ایسے کھوئے کہ یہیں پیوندِ خاک ہو گئے اور کچھ انہی راہوں سے واپس جانے میں کامیاب بھی ہوئے۔ مشرقی ہندوستان میں شدید طوفانی بارشیں ہوتی رہتی ہیں جس کی وجہ سے حملہ آور اس راستہ سے بھی دولتِ ہند پر قبضہ کرنے میں ناکام رہے ہیں یہاں گنجان جنگل اور دلدلی علاقے ہیں جو حفاظتِ ہند کا قدرتی ذریعہ ہیں۔

جنوبی ہندوستان کا وہ ساحلی علاقہ جو ڈیلی پربت سے لے کر راس کماری تک پھیلتا چلا گیا ہے مالابار کہلاتا ہے۔ یہ ساحل پانچ ہزار میل لمبا ہے۔ کالی کٹ، کنانور، دناد اس میں چھوٹی چھوٹی تین ریاستیں تھیں۔ کالی کٹ کا حکمران زیمورن (سموری) تھا، کوچین اور کنانور کا حاکم راجکمار نارائن تھا۔ کالی کٹ کی بندرگاہ کو اس پورے ساحل میں مرکزیت حاصل تھی۔

پہلی صدی عیسوی میں جب ایک یونانی جہازران نے موسمی ہواؤں کے رُخ دریافت کیے اور جہازرانی میں آسانیاں پیدا ہوئیں مالاباری اس سے بھی پہلے مغرب و مشرق کے دور دراز شہروں سے تجارت کیا کرتے تھے۔ بابل، نینوا، اسکندریہ، روما، یونان، اور یہودی بھی اپنے سیاسی زمانۂ عروج میں مالاباریوں کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت مالابار کے علاقہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کی قدیم آبادیاں ہیں۔ فونیقیوں کے ساتھ باریوں کے مراسم پر حال میں تحقیق ہو چکی ہے۔ بعد میں جنوب مشرقی افریقہ کے ساتھ بھی مالاباری تجارت کرتے رہے۔

چھٹی صدی عیسوی میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحمت کی چادر تان دی اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔ ساتویں صدی میں اس کائنات کا سب سے بڑا اور پُرامن انقلاب جزائرِ عرب میں پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔ اللہ کا دین اسلام مکمل ہوگیا اور اللہ کی نعمتِ نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں پوری ہوچکی تھی۔ اب مسلم و مومن عرب دینِ اسلام کو جزائرِ عرب سے باہر پہنچانے کی فکر میں تھے۔ عرب مسلمان آج کے مسلمان جیسا نہ تھا بلکہ وہ اگر حاکم تھا تو مبلغِ اسلام بھی تھا وہ تاجر تھا تو مبلغِ اسلام تھا وہ جرنیل اور فاتح تھا تو بھی مبلغِ اسلام تھا۔ ان کی رگ و پے میں اسلام نے گھر کرلیا تھا اور ان کے اعمال دینِ محمدی کے چشمۂ صافی سے اُبلتے ہوئے وہ فوارے تھے جن کی نمی ہوائے محبت کے دوش پر کرۂ ارضی کو ایک سو پچاس برس تک نم ناک کرکے اس کی زرخیزی میں روز افزوں اضافہ کرتی رہی۔ قلب و روح کا یہی وہ سوز و ساز تھا جو مسلمان عرب تاجروں کو آٹھویں صدی میں کشاں کشاں مالابار لے آیا۔

مالاباری حکمران جو اسلام سے قبل بھی عربوں کے شناسا تھے انہوں نے ان نو واردوں کو بھی قلب کی وسعتوں میں جگہ دی مگر ان عربوں اور ماضی کے عربوں میں نمایاں فرق تھا۔ یہ سراپا محبت و مودت تھے۔ عجز و انکسار ان کا شیوہ تھا اور وہ صدق و صفا کے پیکر تھے آدمیت و انس ان

کے اعمال سے چھلکا پڑتے تھے۔ خدمت انسانی اور انسانوں کو برابری و برادری کی سلک مروارید میں پرونا ان کا پیشہ اُن کی ان صفاتِ عالیہ نے مالاباریوں کا مَن موہ لیا، دل جیت لیا اور وہ مالابار کی تجارت پر چھا گئے۔ لوگ ان کے گرویدہ ہو گئے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور آپس میں رَچ بس گئے۔ بعض عرب مسلمانوں نے مقامی خواتین سے شادیاں بھی کیں جو عرب و ہند تعلقات کی نشاۃِ ثانیہ کی ایک مضبوط اور قوی کڑی ثابت ہوئیں اور ان کی دوسری و تیسری نسل بقاء وارتقاء اسلام اور وسعت و استحکام تجارت و معیشت میں مثالی کردار سرانجام دینے میں کامیاب و کامران ہوئی۔ قاہرہ، تیونس، بصرہ اور حلب میں مالاباریوں کی تجارت کے مضبوط ترین مرکز بن گئے اور مسلمان عرب مالابار کی تجارت پر پانچ چھ سو برس بلاشرکتِ غیرے چھائے رہے اور مالابار امن و آشتی، محبت و اخوت کا گہوارہ بن گیا معیشت و اقتصادیات میں مالابار گوشۂ بہشت تھا۔ عرب مسلمانوں نے تعلیم و تبلیغ کے مرکز بھی بنائے اور دو عظیم الشان مسجدیں بھی تعمیر کیں۔ عرب مسلمان اپنی محنت سے حکمرانوں کے دل میں بھی گھر کر چکے تھے یہاں تک کہ زیمورن کے بحری کپتانوں میں مسلمان کپتان بھی موجود تھے عبدالرحمٰنؒ اور علی خواجہؒ۔

عرب مسلمان چونکہ رومی عیسائیوں، یہودیوں اور مجوسیوں کو سیاسی طور پر مغلوب کر چکے تھے اور مسلمان اقتصادی و معاشرتی طور پر بھی دنیا کی قوموں پر غالب آ چکے تھے۔ کفار و مشرکین اپنی شکستوں کا انتقام لینے کے لئے ہر وقت اسی اُدھیڑ بُن میں لگے رہتے تھے تو اُنہوں نے جس طرح مرکزِ اسلام میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کی بار بار کوشش کی اسی طرح وہ مسلمانوں کو معیشت پر غالب ہوتا دیکھ کر چین سے نہ بیٹھ سکے اور انہوں نے ہندوستان کے اس ساحلِ مراد تک پہنچنے کے لئے کوششیں تیز کر دیں۔

مالابار میں مقیم یہودیوں اور عیسائیوں نے مغرب کے فرنگی حکمرانوں کو مسلمانوں کے تجارتی و معاشی غلبہ و استحکام سے مطلع کیا تو انہوں نے بحری راستوں کی تلاش شروع کر دی۔ قزاقی ان کا پیشہ و شیوہ تو تھا ہی اس پر یہ مشورہ تازیانہ ثابت ہوا اور پرتگال کے شہزادہ ہنری نے چرچ کی اجازت و اعانت سے اس ہلاکت آفریں مہم کا آغاز کیا۔ پرتگالیوں نے اس مہم پر قومی زندگی کے سو سال داؤ پر لگا دیئے۔ پندرہویں صدی کے آخر میں کئی سمندری مہموں کے بعد پرتگالی افریقہ کا مغربی ساحل راس امید افریقہ کے جنوب مشرقی ساحل کا کچھ حصہ دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے ان سمندری

کامیابیوں نے پرتگالیوں کا حوصلہ بڑھایا اور انہوں نے ۲۷ برس کے قوی البتہ وحشی پرتگالی واسکوڈی گاما کا انتخاب کیا اور اسے ساحل ہند کی دریافت کے لئے آمادہ و تیار کیا۔ واسکوڈی گاما ۸ جولائی ۱۴۹۷ء میں تین بحری جہازوں پر مشتمل بحری بیڑہ لیکر نکل کھڑا ہوا۔ اس کے بڑے جہاز کا وزن ۱۵۰ ٹن تھا۔ راستہ میں موزنبیق کے حکمران نے واسکوڈی گاما کے لئے مشکلات پیدا کیں تو اس نے اپریل ۱۴۹۸ء میں زنجبار سے دو سو میل شمال میں ملندہ کی بندرگاہ میں پڑاؤ کیا۔ ملندہ کے سردار نے اس وحشی بحری کی آؤ بھگت کی۔ اس نے نئے راستہ پر جانے کی پریشانی کا اظہار کیا، مسلمان عرب چونکہ بحر ہند کے راستوں سے واقف تھے۔ اس لئے گاما نے ایک مسلمان عرب جہاز ران ابن ماجدؒ کی خدمات بذریعہ اہل ملندہ حاصل کیں۔ ابن ماجد اس آبی وحشی کو جون ۱۴۹۸ء میں مالابار لے آیا اور کالی کٹ سے آٹھ میل شمال کی ایک آبادی میں لنگر انداز ہوئے۔ زیموَن مالابار کے حکمران نے اس پرتگالی کو باقی بارہ ساتھیوں سمیت نوازا حسن سلوک کیا اور باہمی تجارت کی اجازت دی۔

یہ شخص اس قدر گنوار تھا کہ راجہ زیموران کے لئے یہ کوئی تحفہ وہدیہ بھی پیش نہ کر سکا، اس شعور سے محروم تھا۔ چند دن یہ اپنے جہازوں پر مالاباری تاجروں کی آمد پر منتظر رہا مگر وہ لوگ نہ آئے ان کی عادتوں اور حرکتوں کا انہوں نے خوب غور سے جائزہ لیا۔ ان کا بیکار مال دیکھا اور خریدنے سے انکار کر دیا۔ گاما زیمورن کے ہاں شاکی ہوا تو زیمورن نے دوسرا احسان کیا اور اس کا تمام بیکار مال خرید کر مالابار کی منڈی میں ڈلوا دیا۔ واسکو نے زیمورن سے مال لیا اور ایک تونسی مسلمان جو ہسپانوی زبان جانتا تھا اور جسے پرتگالی اپنی زبان میں "مون سشیدی" کہتے تھے کے ذریعے کالی کٹ مالابار کی منڈی سے وہ مال خریدا جس کی پرتگال میں مانگ تھی۔ واسکو واپسی کی تیاری کر کے جانے والا تھا کہ زیموَن سے اس کا جھگڑا ہو گیا۔ اغلب یہ ہے کہ اس نزاع کی وجہ مالاباری مسلمان تاجروں کے بارے میں واسکو کا نازیبا رویہ تھا۔ زیموَن نے اس بات پر گاما کو سرزنش کی جس کے نتیجہ میں واسکو جاتے جاتے پانچ مالاباری افراد پکڑ کر ساتھ لے گیا۔ پرتگال پہنچتے پہنچتے اس کے بخیئے ادھڑ گئے ایک جہاز تباہ ہو گیا۔ ایک سو ستر میں سے صرف پچپن ساتھی زندہ بچے باقی آبی انتقام کا لقمہ تر بنے۔

واسکو نے پرتگال پہنچ کر الوریز کبرال کی کمان میں تیرہ جہازوں کا بحری بیڑہ تیار کیا اور اور ۹ مارچ ۱۵۰۰ء کو ہندوستان کی طرف روانہ کر دیا۔ جس راستہ کو واسکو نے ابن ماجد مرحوم کے ذریعہ

دریافت کر لیا اس راستہ پر الوریز کبرال چلا۔ چھ ماہ بعد اس بیڑہ کا ایک جہاز ۲ اگست ۱۵۰۰ء میں کالی کٹ مالا بار پہنچا باقی چھ ۱۳ ستمبر ۱۵۰۰ء کو پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ باقی چار جہاز راس اُمید کے پاس غرقِ ظلمات ہوئے۔ الوریز کبرال نے باہمی تجارت کی اجازت مانگی مگر زیمورن نے واسکوڈی گاما کی بربریت کی وجہ سے انکار کر دیا۔ کبرال کئی ماہ سمندر میں رہا اور عذر و معذرت کر کے سمجھوتے میں کامیاب ہوگیا۔ یہ زیمورن کی بہت بڑی غلطی تھی انہوں نے اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے کوٹھیاں بنائیں اوران پر پرتگالی جھنڈا لہرا دیا اور یوں معیشت سے سیاست کی طرف ایک قدم بڑھنے میں کامیابی حاصل کی۔ پورے دو ماہ یہ دوسرا بحری قزاق مالا بار رہا۔ صرف دو جہازوں پر مال خرید کر لاد سکا۔

کافر کافر کا معاون ہوتا ہے کے اصول پر زیمورن نے کبرال کو تمام کالی مرچ خریدنے کی اجازت دے دی۔ ادھر عرب مسلمان بھی خرید رہے تھے اور جہاز لادنے میں مصروف تھے۔ یہ پرتگالی وحشی قزاق انہیں دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے۔ عربوں کو مارا پیٹا اور جہاز چھین لیا شہر میں اطلاع ہوئی تو لوگوں نے پرتگالی فیکٹری پر دھاوا بول دیا۔ فیکٹری میں ستّر آدمی تھے۔ آدھے تیغ انتقام نے زیرِ نگین کیئے۔ الوریز کبرال نے دوسرے دن چھ سو مالا باری ملاحوں کو قتل کر دیا چند کو کشتیوں سمیت زندہ جلا دیا۔

پرتگالیوں کا تیسرا ظلم تھا جو انہوں نے مالا باری مسلم باشندوں کے ساتھ کیا پھر اسی پر بس نہ کی اور دو دن مسلسل گولہ باری کرتا رہا۔ کمپنی کی حکومت کے مصنف کا یہ کہنا کہ "نہ تو پرتگالی حکومت قائم کر سکے نہ ان کا یہ ارادہ تھا" سراسر غلط ہے۔ زیمورن کبرال کے ظلم و تشدد کا بدلہ لینے کے لئے تیاری کرنے لگا تو پرتگالی کپتان بھاگ نکلا اور ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے چلتے اسے ایک اور آبادی کا پتہ چلا۔ یہ کنا نور کوچین کی بندرگاہ تھی۔ کبرال نے اسے زیادہ محفوظ خیال کیا کچھ دن وہاں قیام کیا مزید مال لیا اور واپس پرتگال چلا گیا۔ پرتگالی حکمران ہندوستان میں اقتدار قائم کرنے کا پروگرام بنا چکے تھے۔ ان کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ عرب مسلمان تاجر اور مالا باری مسلمان تھے جن کا اقتدار میں بھی کچھ رسوخ پیدا ہوگیا تھا۔ لہٰذا واسکوڈی گاما اس مہم پر دوبارہ ہندوستان کی طرف چل نکلا۔

اب کے وہ بیس ۲۰ جہازوں کے بحری بیڑے کیساتھ آراستہ تھا۔ فروری ۱۵۰۲ء میں یہ

روانہ ہوا۔ ساحلِ ہند کے قریب پہنچا تو مسلمانوں کے ایک تجارتی جہاز پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کے کپتان جوہر آفندی نے بہت سمجھایا بجھایا مگر ماڈرن سولائزیشن کا وحشی نہ مانا اور وہ ظلم و ستم کیا کہ سمندر کا سینہ بھی خوفِ الم سے شق ہو گیا۔ عورتوں، بچوں بوڑھوں سب کو قتل کیا۔ مال لوٹ لیا اور جہاز چھین لیا۔ مسلمانوں کے خلاف پرتگالیوں کا یہ پانچواں حملہ تھا۔

۲۹ر اکتوبر ۱۵۰۲ء کو واسکوڈی گاما کالی کٹ پہنچا اور پہنچتے ہی پہلا مطالبہ یہ کیا کہ مسلمان عرب تاجر اور موپلے مسلم و غیر مسلم تمام کو زیمورن اپنی ریاست مالابار سے دیس نکالا دے دے۔ اس نے انکار کیا تو واسکوڈی گاما نے کالی کٹ پر گولا باری شروع کر دی اور چاول لے جانے والے جہازوں کے مسلم و غیر مسلم آٹھ سو ملاحوں کو قتل کر دیا جہازوں کو لوٹ لیا۔

پرتگالیوں نے چند برسوں میں دو ہزار انسان مسلم و غیر مسلم قتل کر دیئے اور کئی لاکھ روپے کا مال لوٹ لیا اور مالابار کا امن و سکون تباہ و برباد کر دیا۔ قزاقی و بربریت کا مظاہرہ کر کے یہ پرتگالی بدمعاش کوچین کی طرف چلا گیا۔ کوچین کنانور میں اپنے قلعے اور فیکٹریوں کو مضبوط و محفوظ کر کے یکم ستمبر ۱۵۰۳ء میں واپس پرتگال چلا گیا اور پرتگالی ہند کے مقبوضات کی حفاظت کے لیئے "سودرے" کی کمان میں ایک فوجی بحری بیڑہ چھوڑ گیا۔ بعد میں زیمورن نے کوچین کے راجکمار نارائن کو فہمائش کی تو وہ بھی اینٹھنے لگا۔ زیمورن نے حملہ کیا نارائن نے ایڈ ابلی میں زیمورن کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی راجکمار نارائن قتل ہوا۔ پرتگالی لوگ بھاگ کر ایک جزیرے کے مندر میں چھپ گئے۔ اس عرصہ میں البوکریک (یا البوقرق) پروگرام کے مطابق پہنچ گیا اور یہاں کی صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے جنگ میں کود پڑا۔ زیمورن کی فوجیں غیر تربیت یافتہ اور وحشتِ بحری سے ناآشنا تھیں ہزیمت اٹھا کر بھاگ کھڑی ہوئیں زیمورن نے پرتگالیوں کی شرائط پر کوچین سے سمجھوتہ کر لیا۔ اب کوچین ان کی مستقل سیاسی مرکزی جگہ تھی۔

(جاری ہے)

پیچا وطنی میں نقیبِ ختمِ نبوت

مولانا ارشاد احمد خان دار العلوم ختمِ نبوت جامع مسجد بلالؓ سے حاصل کریں

سید عطاء المحسن بخاری

۲

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابدی و آفاقی اعلانِ رسالۃ و ختمِ نبوۃ

جزوی استفادہ از ختم نبوت کامل مصنفہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب اموی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

لیجیئے اب لفظ خاتم کے وہ معنی بھی ملاحظہ فرمائیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و مجد کے مناسب ہیں اور عقل و شعور کو جلا بخشتے ہیں۔

۱۔ لفظ خاتِم کو اگر زیر سے پڑھا جائے تو یہ اسم فاعل ہے جس کے معنی ہیں ختم کرنے والا۔

اور اگر

۲۔ لفظ خاتَم کو زبر سے پڑھا جائے تو اس کے معنی ہیں مُہر

زبان کو اہلِ زبان ہی جانتے ہیں اور اہلِ علم و عقل ماہرینِ اَلسنہ کی بات کو ہی وزن دیتے ہیں۔

اہلِ عرب نے لغتِ عرب کی جس طرح چھان پھٹک کی ہے وہ پوری کائنات میں منفرد ہے اور ماہرینِ لسانِ عرب عجمیوں نے بھی اس زبان کی جس قدر خدمت کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے لیکن انہوں نے بھی عربی زبان کے ملفوظات اہلِ عرب کے جمع کئے ہیں۔ ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے عربی زبان کے لغوی معنی یا مناسبتی معنی خود مرتب کئے ہوں۔

آیتِ محوّلہ بالا میں خاتم النبیین میں لفظ خاتم کی تا کو اگر زیر سے پڑھیں تو معنی یوں ہوں گے

"وہ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں"

اور اگر خاتم کی تا کو زبر سے پڑھیں خاتَم النبیین تو معنی یوں ہوں گے۔

"وہ نبیوں پر مُہر ہیں"

ان دونوں معنوں میں نبوت ختم ہونے کی حقیقت اُجاگر ہوتی ہے۔ اجراءِ نبوت کا فراڈ واضح نہیں ہوتا۔

مرزائیوں نے اس لفظ کے معنی بدلنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور دنیا جہان کے

قاعدوں، ضابطوں کو توڑ تاڑ کے لفظِ خاتَم (زبر کے ساتھ) کا معنی کیا ہے افضل یعنی خاتم النبیین کے معنی ہیں "تمام نبیوں سے افضل ہیں" (احمدیہ پاکٹ بک مطبوعہ دسمبر ۱۹۴۵ء قادیان ص ۴۹۷)

جس کے لئے انہوں نے صرف و نحو کے قواعد، یا لغتِ عرب، یا بلاغت و معانی کی کسی کتاب کا حوالہ تک نہیں اپنی خود ساختہ فریب کاریوں کو لسانِ عرب پر تھوپ کر معنی تیار کر لئے زبان عربوں کی، قرآن عربی میں اور قاعدہ و قانون غلام احمد قادیانی کا ع

ناطقہ سر بگریباں ہے اِسے کیا کہیئے

حالانکہ لغتِ عرب کی سابقہ تشریحات کے علاوہ قرآن کریم کی تلاوت کے سلسلہ میں فنِ تجوید کی قانونی پابندیاں پوری امت نے تسلیم کی ہیں۔

اور وہ قراءِ گرامی رحمہم اللہ پوری امتِ سابقہ و موجودہ کے ہاں غیر متنازعہ شخصیتیں ہیں انہوں نے اس کی تلاوت کی دو روائتیں بیان کی ہیں۔

لفظ خاتم کی تا کو صرف دو قاریوں نے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور وہ دو بزرگ ہیں۔

حضرت حسن اور حضرت عاصم رحمت اللہ علیہما

باقی تمام قراءِ کرام ورش، قالون، دوری، کسائی کے ہاں خاتم تا کی زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے یعنی اکثریت کے ہاں خاتَم مختار رہے اور یوں لغوی اور تجویدی تحقیق کے اعتبار سے آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے وہی دو معنی ہو سکتے ہیں جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں اس کے علاوہ دنیا بھر کے مفسرین رحمہم اللہ نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ مرزائی پوری امت کے اعاظم و عوام سب کے معتقدات، تحقیقات اور علمی و قانونی ضابطوں کے خلاف اپنی پوتھی اور بھاشن کو ہم پر ٹھونسنا چاہتے ہیں یہ کہاں کی علمیت و شرافت ہے۔

سیدھی بات ہے جس طرح غلام احمد قادیانی نے امام الانبیاء و خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوتِ صادقہ کی پوزیشن عیسائیوں کے ساتھ الحاق کر کے نبوتِ کاذبہ کی داغ بیل ڈالی اُسی طرح اُس کے پیروکاروں نے ایک بہت بڑے دجل اور جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے نئی لغت اور اس کے لیے نئے قواعد وضع کر لئے۔ ع

ایں کار از تو آید و خبثاء چنیں کنند

(جاری ہے)

شاعر: احرار قمر الحسنین

میرا وطن

قراردادِ پاکستان ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی مناسبت سے

○

میرے خوابوں سا حسیں میرا وطن — آفتابوں کی زمیں میرا وطن
آبرو جس میں مکیں میرا وطن — غیرتوں کی سرزمیں میرا وطن
نغمۂ ولی اللہ اور اقبال کی — ارضِ حسیں ارضِ حسیں میرا وطن
سیّد احمد اور عطاء اللہ کی — جہدِ مُبیں جہدِ مُبیں میرا وطن
امن و آزادی بہار و مرغزار — غنچہ، گل نجم و نگیں میرا وطن
چہل سال آزادیوں کے الاماں — گرگے اندر پوستیں میرا وطن
شرعِ یورپ میں مگن نسلِ نوی — اور زد میں ہے میرا یقیں میرا وطن
سازِ جسم و سوزِ روح آوازِ عصر — بے خبر از سرِّ دیں میرا وطن
حکمراں کی چرب دستی سے بچا — یہ ہم وطن، امت کا دیں میرا وطن
سازشِ افرنگ کا صیدِ زبوں — حکمراں مُلّا و دیں میرا وطن
اہلِ حق اعماقِ جاں میں منتشر — اف مری دنیا و دیں میرا وطن
آج میرِ کارواں ہے بدنشیں — گم ہوا دینِ متیں، راہِ یقیں میرا وطن
عقل و فکرِ پاکیاں صیدِ فرنگ — ہاں مگر جسم و زمیں میرا وطن
فکر و تہذیبِ فرنگی روح و جاں — عصرِ حاضر میں کہیں ایماں یقیں میرا وطن

اہلِ حق میرے اللہ ملّت بنیں
تا بچے دنیا و دیں میرا وطن

○

تکمیلِ دین اور ختمِ نبوّت

مشیّتِ ایزدی نے دنیا کے کامل انسان پر دینِ حق کی تکمیل کردی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی عمارت کے آخری معمار قرار پائے "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ" آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کردیا اور تم پر نعمت پوری کردی کے جانفزا پیغام کا معنیٰ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) کے ارشاد سے واضح کردیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعٰلمین اسی لئے قرار دیئے گئے کہ ان کے بعد نئی نئی تعلیمات اور نئے نئے رسولوں پر بنی نوع انسان تقسیم در تقسیم ہونے سے بچ جائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے ساتھ ہی دنیا کی تمام ترقیوں کے راستے کھل گئے۔ یہ آپ ہی کے وجود باوجود کا اعجاز ہے کہ آپ کے ظہور کے ساتھ ملکوں اور قوموں میں باہم میل جول اور ربط وضبط کے مواقع پیدا ہوگئے۔ زمانہ بتدریج ترقی کرتا کرتا یہاں تک پہنچ گیا کہ لاکھوں میلوں کی مسافت دنوں میں طے ہونے لگی۔ اور برسوں کے سفر گھنٹوں میں طے ہونے لگے۔ اسلام کا یہ دعویٰ کہ میں تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے ایک ہی مشترکہ پیغام لایا ہوں۔ حالات اور واقعات سے سچ ثابت ہونے لگا۔ اسلام سے قبل دنیا کے حالات ایسے تھے کہ مشترکہ تربیت ناممکن تھی۔ چنانچہ زمانہ کے حالات کے مطابق نبی الگ الگ قوموں اور ملکوں کے لئے مبعوث ہوتے رہے کیونکہ اپنے ملک کے باہر دعوت واشاعت میں ناقابلِ عبور مشکلات تھیں۔ تا آنکہ رحمتِ حق جوش میں آئی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اس شمع کے نور سے دنیا میں روشنی پھیلی۔

اب دنیا کو معلوم ہوا کہ اختلافِ مذہب کی بنا پر انسان گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ اس لئے ہر شخص نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ دنیا کو ایک مشترکہ مذہب کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ اب زمانے کے حالات اتنے بدل چکے ہیں کہ لوگ یوں بھی اختلافِ مذہب کی بناء پر ایک دوسرے کو جہنمی قرار دینے کو ناپسند کرتے ہیں گویا زمانہ نئے نئے نبیوں کے دعووں کی بناء پر گروہ در گروہ تقسیم ہونے سے بالکل انکار پر آمادہ ہے اب زمانے کی سپرٹ کو لَا نَبِیَّ بَعْدِی کے ارشاد اور اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کے ربانی حکم کو ملا کر پڑھو تو منشائے ایزدی صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور ان پر دین کی تکمیل سے اس زمانہ کی سپرٹ اور ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں اس زمانہ کے حالات اور اس زمانے کے انسانوں کی سپرٹ پورے طور سے موجود تھی۔ یا یوں کہو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام دنیا کے لوگوں میں خود بخود یہ سپرٹ پیدا کر دی کہ اب تمام دنیا ایک ہی پیغام اور ایک ہی پیغامبر کے تابع ہو جائے۔ ادھر تکمیلِ دین کی آیت اتری۔ لا نبی بعدی سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرما دی۔ ساتھ ہی آنے والے زمانے کی سپرٹ نے لَا نبیَّ بعدی اور اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی تصدیق کر دی۔

مرزائی کہتے ہیں کہ بابِ نبوت کے بند ہونے کے دعویٰ کے یہ معنیٰ ہیں کہ اللہ کی رحمت کا دروازہ بند ہو گیا۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ لوگوں کو رشد وہدایت کے لئے نبیوں کا ظہور تاقیامت ضروری ہے۔ دیکھو سلامتی کے مذہب یعنی دینِ اسلام میں ایک حد تک اس ضرورت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یعنی مجددوں کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ مگر مرزا صاحب اس کے مصداق نہیں ہیں۔ لیکن کسی ایسے نبی کے آنے کا انکار ہے جس کے دعویٰ کی بناء پر اس کے نہ ماننے والے لوگ قابلِ مؤاخذہ سمجھے جائیں گے۔ غور کرو کہ بنی نوع انسان کیلئے اسلام کی پیش کردہ صورت باعثِ رحمت ہے یا مرزائیوں کا مذہبی دعویٰ دنیا کے لئے بہتر ہے کہ مرزا غلام احمد یا اسی قسم کے بعد کے آنے والے نبیوں پر ایمان نہ لانے والا کافر ہے۔ بعض اوقات دانا بھی بے وقوفوں کی سی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ مرزائیوں میں سے اکثر اس دعویٰ کے بودا پن کے قائل ہیں۔ یعنی ایک خاص جماعت لاہوری مرزائیوں کے نام سے مشہور ہے۔ اسی بناء پر مرزا صاحب

نبوت سے منکر ہے لیکن قادیانی مرزائیوں میں سے تعلیم یافتہ طبقہ مرزا صاحب کو نبی مان کر نہ صرف عالم اسلام بلکہ زمانہ بھر کے لئے مذاق کا باعث بن رہا ہے۔ اگر اسلام کے اصول اور زمانہ کی سپرٹ کے خلاف مرزائیوں کی طرح یہ تسلیم کر لیا جائے کہ بابِ نبوت تا قیامت کھلا رہے گا۔ اور آنے والے نبی پر ایمان نہ لانے والا جہنمی قرار دیا جائے گا۔ تو غور کرو۔ نسلوں کی نسلیں یونہی کفر کی موت مریں گی اور نبیوں کے حلقۂ احباب سے باہر سب دنیا جہنم میں جلے گی اور بلا، نسلِ انسانی بیش از بیش مذہبی گروہوں میں تقسیم ہوتی چلی جائیں گی اور مذہبی تنازعوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت کے دروازے کا بند کرنا ایک انوکھی بات ہے۔ حالانکہ وہ اس انوکھی بات کے قائل ہیں کہ اسلام اور اسلام کے بانی کی دعوت تمام دنیا اور قیامت تک کے لئے ہے اب اس تعلیم میں کمی کی گنجائش نہیں۔ جب ایک نبی برخلاف تمام پچھلے نبیوں کے تمام دنیا کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے آچکا۔ تو پھر کسی نئے مدعیٔ نبوت کی ضرورت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ ہاں اگر مرزائی حضرات اس امر کا باطل دعویٰ کریں کہ جس طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی مخصوص ملکوں اور مخصوص قوموں کے لئے آئے۔ اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایک قوم یا کسی ایک خاص ملک کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اور جناب مرزا کسی اور ملک اور کسی اور قوم کے لئے نازل ہوئے اور خاص خاص ملکوں اور قوموں کی ہدایت کے لئے خاص نبیوں کو بھیجنے کی سنّت ابھی جاری ہے لیکن وہ ایسا تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے آفتاب ہدایت ہیں۔ تو اس آفتاب کے سامنے مرزائیوں کا دیا جلانا بے شک بے عقلی کی بات ہے۔ اسلام کا یہ دعویٰ کہ تمام آنے والی نسلوں اور زمانے کی ضرورتوں کا کفیل ہے اور قرآن پر مسلمانوں اور قادیانیوں کا مشترکہ یقین کہ اس کے مخاطب تمام قومیں، تمام نسلیں اور تمام آنے والا زمانہ ہے۔ اس اعتقاد کو ختم کر دیتا ہے کہ نبوت کا باب بدستور کھلا ہے۔

کاش! مرزائی اتنی موٹی بات کو سمجھیں کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ وہ تمام ملکوں اور قوموں کے لئے مشعلِ ہدایت ہیں اور قرآن تا قیامت مومنین کی

جان کا نور رہے گا تو باب نبوّت کا وا سمجھنا سوائے فتنہ کے دروازے کھولنے کے اور کیا مطلب رکھتا ہے۔

عزیزو! اس سچی بات پر یقین رکھو کہ اسلام تمام قوموں، تمام ملکوں اور تمام زمانوں کے لئے بہترین دستورِ عمل ہے اس لئے اس پیغام کو لانے والا تمام قوموں اور تمام ملکوں کے لئے واجب التسلیم پیغمبر ہے۔ عقلِ انسانی اور ضرورتِ زمانہ کو تو اب اس بات پر اصرار ہے کہ قومیں نئے نئے نبیوں کے دعوؤں کی بنا پر گروہوں میں تقسیم نہ ہوں۔ دنیا کا ایک ہی مشترک مذہب ہو جو امن وسلامتی اور بنی نوع انسان کے اتحاد کا ضامن ہو۔ یہ مذہب اسلام ہے اس کو لانے والے کے فیض کو تمام زمانوں کے لئے کافی قرار دیا جائے۔

میری بحث کے تین جزو ہیں :

اوّل : رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر نبی مبعوث ہوئے وہ خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں کے لئے مبعوث ہوئے تھے ان کا فیض عام نہ تھا۔ یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی جو رحمۃ للعٰلمین کہلائے اور تمام دنیا کے لئے ہادی قرار پائے اس دعویٰ کی بنا پر عقل کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبوت کی ضرورت نہیں رہتی۔

دوئم : رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام اُترا وہ تمام نسلوں اور تمام زمانوں کے لئے بہترین دستورِ عمل ہے اور اس کلام کی محافظت کی ذمہ داری خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات پر لی ہے لاکھوں قرآنِ پاک کے حفّاظ اس کے شاہد وعادل ہیں۔ اس لئے ایسی ہمہ گیر اور تا قیامت باقی رہنے والی تعلیم دینے والا نبی آخرالزمان نبی کہلا سکتا ہے اور اس کے بعد کسی نبی کے آنے کا خیال باطل ہے۔

سوئم : بار بار نبیوں کے آنے اور ملک ملک اور قبیلے قبیلے میں پیغمبروں کے آنے کی سرے سے ضرورت ختم ہو چکی ہے کیوں کہ اللہ کے فضل اور رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے زمانہ ترقی کے ان مراحل پر پہنچ چکا ہے جہاں ایک مذہب اور ایک حکومت اور ایک زبان کی

ضرورت تسلیم کی جارہی ہے۔ زمانہ زبانِ حال سے مذہبی گروہ بندیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہا ہے۔ اس لئے منشائے ایزدی بنی نوع انسان میں جاری اور طاری سپرٹ سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ یہی ہے کہ آئندہ نسلِ انسانی نئے نئے نبیوں کے دعووں کی بنا پر گروہوں میں تقسیم نہ ہو بلکہ ایک ہی سلامتی کے مذہب کو قبول کریں اور ایک ہی سلامتی کے شہزادے کی حکومت کو تسلیم کریں اور وہ سلامتی کا مذہب اسلام ہے اور اس کے شہزادہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مرزائیت اور کمیونزم

صرف سرمایہ ہی طبقات پیدا نہیں کرتا بلکہ انسانوں میں گروہ بندی کرنے والے اور بھی محرکات ہیں۔ ان سب سے بڑا ذریعہ مختلف نبیوں پر ایمان ہے۔ قومیں خدا پر ایمان کے نزاع پر مختلف نہیں بلکہ مختلف نبیوں پر ایمان لانے کے باعث الگ الگ ہیں۔ پہلے آمدورفت کے وسائل کی کمی کی وجہ سے ہر ملک ایک الگ دنیا تھی۔ الگ الگ پیغمبروں کے ذریعے ہر ملک کی روحانی تربیت ضروری تھی۔ ایک ملک میں بیٹھ کر سب ملکوں میں پیغام نہ پہنچایا جاسکتا تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین مکمل ہوا۔ آپ نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کا اعلان کر کے دنیا کو اتحاد کا مژدہ سنایا کہ آئندہ نبیوں کی بنا پر قوموں کی تربیت ختم ہوگئی۔ آؤ ایک محکم دین کی طرف آؤ یہ سب کے حالات کے مطابق ہے۔ اسلام تمہارے سارے عوارض کا مکمل نسخہ ہے۔ زمانے نے دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بتدریج دُور دُور کے ملک آمدورفت کے سلسلوں میں آسانیوں کے باعث نزدیک تر ہوتے گئے۔ اب تو دور دراز ملک ایک شہر کے محلوں سے بھی قریب معلوم ہونے لگے ہیں۔ اس لئے ملک ملک کے لئے علیحدہ پیغامبر کی ضرورت نہ رہی تھی۔

اب انسانی دماغ کافی نشوونما پاچکا تھا۔ لوگ اپنا بھلا بُرا خود سمجھنے لگے، اب ایک سچائی پیش کرنا کافی ہے۔ باقی معاملہ لوگوں کی سمجھ پر چھوڑنا کفایت کرتا ہے۔ مذہب کی سچائی اب سمجھ سے بالا نہیں بلکہ تعصب کے باعث سے قبول کرنے میں دقت ہے۔ دنیا نے دیکھ لیا

سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آتے ہی اہلِ دنیا کی عقل اور علم نے حیرت انگیز ترقی کی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے معنیٰ یہ تھے کہ اب انسانیت سنِ شعور کو پہنچ چکی ہے۔ اب کسی سکول ماسٹر کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ دنیا کے حالات کا مطالعہ کر سکتے ہیں وہ سچی اور جھوٹی بات میں فرق کر کے صحیح راہ تلاش کر سکتے ہیں۔ اب مکمل سچائی یعنی اسلام ہم تک پہنچ گیا۔ اب کسی نبی کی ضرورت نہ رہی۔ اگر ہم نبوّت کا سلسلہ ابھی تک جاری مان لیں تو پھر مختلف نبیوں پر ایمان کے باعث قوموں، ملکوں پر اور انسانیت میں تقسیم در تقسیم کا عمل جاری رہے گا۔ پہلے تو ملک ملک ایک الگ دنیا تھی۔ الگ الگ نبیوں کی ضرورت تھی اب جب دنیا سمٹ کر ایک کنبہ میں رہتی ہے۔ تو نبوّت کے مختلف دعوے داروں کا آنا دنیا کو تقسیم بلاضرورت کرنے سے کم نہ تھا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لانبی بعدی کا ارشاد دنیا کے لئے رحمت کا پیغام اور انسانیت کے لئے خوش خبری تھی۔

ہندوستان کی سرزمین عجیب ہے۔ قادیان میں مرزا غلام احمد نے نبوّت کا دعویٰ کیا۔ ۴۰، ۵۰ برس مسلمانوں کی توجہ تعمیری کاموں کی بجائے اس متنبّی کی طرف لگی رہی۔ ایک حصّہ کٹ کے الگ ہو گیا۔ انگریزی حکومت کے زیرِ سایہ جہاں چھوٹے بڑے راجے نواب پرورش پاکر سرکار کے گُن گاتے ہیں۔ اسی طرح حکومت کو اعتراض نہ تھا۔ اگر متعدّد نبی اور کئی ایک سرکاری ولی پیدا ہو کر ان کے دعا گو بنے رہیں۔ انہیں امورِ سلطنت میں سہولت درکار تھی۔ مسلمانوں کو قابو میں رکھنے کی تدبیروں میں سے یہ بھی حکومتِ انگریزی کی کارگر تدبیر تھی کہ روحانی اداروں پر ان کے ہوا خواہ قابض ہوں اور یوں سرکارِ انگریزی کی وفاداری مسلمانوں کا جزوِ مذہب بن جائے پنجاب اور سندھ میں ہر پیر خانہ سرکاری تعلق داری اور وظیفہ خواری پر پرورش پا رہا ہے۔ یہ تو پیر تھے۔ مگر حکومت کو قادیان کا پیغمبر ہوا خواہی کے لئے مل گیا۔ مسلمان سیاسی اور مذہبی طور پر انگریزی غلامی پر مطمئن ہو گئے۔ مسلمانوں کی موجودہ مدہوشی کی بڑی وجہ انگریز کی یہ کامیاب تدبیر ہے۔ پھر تو ساری اسلامی آبادی حکومت کی منقولہ جائیداد بن کے رہ گئی تھی۔ جہاں سے اٹھائیں جہاں ڈالیں۔ مخالفت کی ایک آواز نکالنا مشکل تھی۔ انگریزی حکومت کی سب سے زیادہ حمایت قادیان کی جماعت کو حاصل تھی۔ یہ تائید اتنی زیادہ تھی کہ اکثر سرکاری محکموں میں وہ

بہت اثر و رسوخ کے مالک ہو گئے۔ بعض جگہ تو سارے کا سارا ضلع اُن کے اثر و رسوخ میں آ گیا۔ لوگ حکومت کی تائید حاصل کرنے کے لئے قادیانی کی تائید حاصل کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی تو الگ رہا قادیانی مرزائی حکومت کو تفصیلی خبریں پہنچاتے تھے

حکومتِ وقت کے خلاف آزادی کی ہر آواز کو دبانے کے لئے اس جماعت کے افراد سب سے پیش پیش تھے۔ اسی لئے لوگ قادیانی آواز کو حکومت کی آواز کی صدائے بازگشت سمجھتے تھے اور بے حد خائف تھے۔ یہ لوگ معمولی آئینی ایجی ٹیشن کو بڑھا چڑھا کر سرکار کے دربار میں بیان کرتے تھے۔ انتخابات میں حال یہ تھا کہ ہر امیدوار قادیان کی حمایت حاصل کرنا ضروری سمجھتا تھا جسے یہ تائید حاصل ہو گئی اسے گویا سرکاری تائید حاصل ہو گئی۔ پس قادیانی تحریک کی مخالفت سیاسی اور مذہبی دونوں وجوہات کی بنا پر تھی جس اسلامی جماعت نے مسلمانوں کو آزاد اور توانا قوم دیکھنے کا ارادہ کیا ہو۔ اسے سب سے پہلے اس جماعت سے ٹکرانا ناگزیر تھا۔ اس جماعت کے اثر و رسوخ کو کم کیے بغیر آزادی کا تصور کرنا ممکن نہ تھا۔ شائد ہماری آئندہ نسلیں قادیانیوں کے خلاف ہماری جدوجہد کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانے میں اس طرح کی غلطی کھائیں جس طرح مذہب سے بیزار اور اشتراکیت کا شیدائی کھا رہا ہے۔ تعجب ہے کہ اقتصادی مساوات کے حامی لوگ صرف ہمارے مذہبی رجحانات کو دیکھتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ احرار سرمایہ داری کے مضبوط قلعے پر حملہ آور ہیں۔

مسلمان مرزائیوں کے خلاف صف آرا کیوں ہیں ؟

● ہم اس اُمتِ مرتدہ کے بحیثیتِ انسان مخالف نہیں، نہ ان کی عزت و آبرو کے دشمن ہیں لیکن ان کے مکر و فریب اور دجل و تلبیس سے بچنا ہم اپنا قدرتی حق سمجھتے ہیں۔

● یہ لوگ سیاسی طور پر مسلمانوں کے ساتھ صرف اس لئے رہنا چاہتے ہیں کہ عام مسلمانوں کے حقوق سے فائدہ اٹھائیں لیکن ان کا مذہبی اور معاشی مقاطعہ کر کے نہ صرف اپنی علیحدہ قوت تعمیر کرتے بلکہ مسلمانوں کی دینی و ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے جُرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

● — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد **نبوت** کا دعویٰ خواہ ظلی ہو یا بروزی نہ صرف اسلام پر ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ مسلمانوں میں انتشارِ عظیم پیدا کرنے کا بھی باعث ہے۔

● — یہ لوگ برٹش امپیریلزم کے کھلے ایجنٹ ہیں۔

● — مسلمانوں میں ففتھ کالم کے طور پر کام کرتے ہیں۔

● — ان کا وجود مسلمانوں کی داخلی زندگی کے لئے اسرائیل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

● — انگریزوں نے مرزائیوں سے مسلمان ملکوں کی جاسوسی کا کام لیا ہے۔

● — انہوں نے انگریزوں کی غلامی کے لئے نبوتِ کاذبہ کا کٹھراگ رچا کر الہام کی زبان میں سند مہیا کی ہے۔

● — انہیں مسلمانوں کی جمعیت سے خذف کرنا اسلئے بھی ضروری ہے کہ ان کا وجود نہ صرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی نظر میں خارج از اسلام ہے بلکہ ان کی اپنی تحریروں میں درج ہے کہ یہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو **کافر** سمجھتے ہیں۔ جب یہ تمام مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر مسلمانوں میں شامل رہنے پر مُصر کیوں ہیں؟

● — انہوں نے مسلمانوں کی مقدس مصطلحات کو اپنے حاشیہ برداروں اور اپنے گماشتوں پر استعمال کر کے نہ صرف ان الفاظ کی قدر وقیمت کو ہلکا کیا ہے بلکہ اس تقدس اور پاکیزگی کو بھی عاجز کیا ہے جو ان الفاظ اور مصطلحات سے وابستہ ہے۔

● — جو مسلمان اس امتِ مرتدہ کو مسلمانوں کا جزو خیال کرتے ہیں اور ان کے وسائل سے مرعوب ہو کر اس تحریک کو محض احرار کی تحریک سے تعبیر کرتے ہیں وہ اسلام اور نفسِ اسلام کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح انسان کا ذاتی معاملہ ہے اور یہی وہ نقطۂ نگاہ ہے جس سے مرزائیت کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

بہاول نگر میں نقیبِ ختمِ نبوت

ابو معاویہ حکیم عبد الغفور تندرستی دواخانہ ڈھاباں بازار سے حاصل کریں

جھوٹا نبی، جعلی ویزے، فرضی بہشت

روزنامہ جنگ لاہور کی ۱۴ فروری کی اشاعت میں ایک خبر نے بہت سے عقدے حل کر دیئے۔ پہلے خبر کا متن ملاحظہ فرمائیں۔

"جعلی ویزوں پر جرمنی جانے والے ۱۴ قادیانی گرفتار"

لاہور (نیوز ڈیسک) امیگریشن پولیس نے دو عورتوں اور بچوں سمیت ۱۴ قادیانیوں کو فرینکفرٹ سے نکالے جانے کے بعد کراچی ایئرپورٹ سے گرفتار کر لیا۔ پولیس کے مطابق یہ مبینہ ملزم ۱۷، ۱۸ جنوری کو کراچی ایئرپورٹ سے جعلی ویزوں کے ذریعے دوبئی گئے تھے جہاں سے فرینکفرٹ پہنچنے پر انہیں جعلی ویزوں پر سفر کرنے کے الزام میں گرفتار کر کے کراچی واپس بھیج دیا۔

اسے کہتے ہیں چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دھندا شروع کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف جہاد کیا۔ مرتد کی شرعی سزا جاری فرما کر اسے لشکر سمیت قتل کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی برصغیر میں سارقانِ نبوت کے گروہ کا آخری فرد تھا۔ وہ اپنے جدامجد مسیلمہ کا جانشین تھا۔ مسیلمہ کے جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں۔

ع کتر کے جیب لے گئے پیمبری کے نام پر

مجلس احرارِ اسلام کے اکابر شروع سے ہی اس بات کا اعلان کرتے چلے آ رہے ہیں کہ مرزائی پارٹی ایک جھوٹے اور دھوکے باز شخص مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کی ذریت البغایا ہے۔ اس گروہ کے افراد مرزا جی کی مکاریوں، جعل سازیوں اور فریب کاریوں کا جیتا جاگتا مرقع ہیں مرزائی انگریز کی فرودست اور انگریز مرزائیوں کے لئے ضروری ہو گیا تھا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد نے انگریز سامراج کے اشارے پر جعلی نبوت کا ڈرامہ رچایا۔ قرآن وحدیث کی گمراہ کن تاویلیں کیں، جہاد کو حرام قرار دیا۔ انگریز کے وجود کو سایۂ رحمت قرار دیا، ملکہ وکٹوریہ کو آسمان کا نور کہا اور بالآخر اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا کہا۔ مندرجہ بالا خبر بہت سے حوالوں کی نسبت توجہ طلب ہے۔

- مرزائی غیر ممالک میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔
- بیرونِ ملک پاکستان کا وقار مجروح کرتے ہیں۔
- ان کی جعل سازیوں سے مسلمان بدنام ہوتے ہیں۔
- یہ اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔
- اسرائیل میں باقاعدہ ان کا مشن ہے۔
- پاکستان کے ایٹمی راز اسرائیل کو فراہم کرتے ہیں۔
- مرزائیت دینِ اسلام کی اپوزیشن ہے۔

حکومت کو اس ٹولے پر کڑی نظر رکھنی چاہیئے کیوں کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو لوگ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے غدار ہیں وہ ملک، اسلام اور مسلمانوں کے کبھی وفادار نہیں ہو سکتے۔

انہوں نے جھوٹا نبی پیدا کر کے وحدتِ امت کو پارہ پارہ کیا۔ فرضی بہشت بنا کر سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کیا اور ربوہ کی خود ساختہ جنت کے نام پر کروڑوں روپے کا مکروہ دھندا کیا۔ اور جعلی ویزے تیار کر کے غیر ممالک پہنچ کر ملک و قوم کا وقار مجروح کیا۔

مرزائی کان کھول کر سن لیں کہ اب جھوٹی نبوت، فرضی بہشت اور جعلی ویزوں کی بیساکھیوں کے سہارے ان کا معاشی دھندا زیادہ دیر تک نہیں چل سکے گا۔

مرزائی سے سوال.....؟

شاعرِ احرار قمر الحسنین

ایک مرزائی سے سوال کیا
تو جہنم سے کیوں نہیں ڈرتا؟

توند پر ہاتھ پھیر کر بولا
یہ جہنم جو یوں نہیں بھرتا

چمن چمن اُجالا

ربوہ
حبیب اللہ رشیدی

- مسجد احرار میں سیّد عطاء المحسن بخاری کے اعزاز میں استقبالیہ
- ربوہ کا لنگر خانہ یا مسلمان کی قتل گاہ
- ربوہ میں دو مرزائی عورتوں اور ایک مرد کا قبولِ اسلام
- مرزے کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور
- مذہبی طبقاتی منافرت پر مبنی مرزائی لٹریچر کی تقسیم

۱۰ فروری کو مسجد احرار ربوہ میں مجلس احرارِ اسلام اور تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کے مقامی کارکنوں نے ایک زبردست استقبالیہ دیا۔ اس موقع پر شہداءِ ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات کے سلسلہ میں ایک اجلاس بھی ہوا جس میں مولانا محمد اسحٰق سلیمی، مولانا ارشاد احمد خاں، عبداللطیف خالد چیمہ، حکیم محمد صدیق تارڑ، شیخ نجم الہدیٰ، محمد اویس، سید محمد کفیل بخاری، عمر فاروق معاویہ، سید خالد مسعود گیلانی اور دیگر رہنما موجود تھے۔ استقبالیہ تقریب میں قائدِ تحریکِ ختمِ نبوت سید عطاء المحسن بخاری نے تمام کارکنوں پر زور دیا کہ وہ دین کی دعوت کے کام کو تمام امور پر فوقیت دیں اور قوت پیدا کر کے بدی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ انہوں نے کہا کہ دعوتِ اسلام انبیاء کا ورثہ اور اللہ کی نعمت ہے۔ دعوت کا لازمی نتیجہ قوت ہے اور جب قوت حاصل ہو جائے تو پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جہاد کے ذریعہ باطل اقتدار کا خاتمہ ہم سب مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

آپ نے اصلاحِ اعمال، تزکیۂ نفس اور خود احتسابی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنے پر شدید زور دیا۔

گزشتہ دنوں ربوہ میں جو واقعات رونما ہوئے ان میں سب سے اہم اور افسوسناک واقعہ ایک نومسلم غلام دین کا قتل ہے۔ تفصیلات کے مطابق ۹ فروری کو مرزائیوں کے لنگر خانہ نمبر ۲

میں غلام دین مردہ پایا گیا۔ اُس نے ۲۰ جون ۱۹۸۶ء کو مرزائیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا۔ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ کی عدالت میں اس کا حلفیہ بیان ریکارڈ پر موجود ہے۔ مرزائیوں نے اس کے گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کا فرضی ڈرامہ رچانے کی کوشش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غلام دین مرزائیوں کے بہت سے اندرونی راز جانتا تھا۔ مولانا اللہ یار ارشد نے کہا ہے کہ غلام دین نے مرزائیت ترک کر کے اسلام قبول کیا تو مرزائی اس کے دشمن ہو گئے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اُن کا بھیدی تھا۔

خفیہ راز اُس کے علم میں تھے۔ اس کا وجود اُن کے لئے ایک مستقل خطرہ تھا کہ اُن کے راز کسی بھی وقت طشت ازبام ہو جائیں گے۔ میرا یقین ہے کہ مرزائیوں نے اُسے قتل کیا ہے۔ حکومت فوراً اس قتل کی عدالتی تحقیقات کرائے اور ربوہ کے دیگر مسلمانوں کو جانی تحفظ فراہم کیا جائے۔ مرزائی امیر حکیم خورشید، محلہ دارالنصر کے عبدالکریم اور عزیز بھابڑی کو گرفتار کر کے شامل تفتیش کیا جائے۔

ربوہ کے ایسے ظالمانہ ماحول میں بھی پوری قوت کے ساتھ احرار کے علماء اور کارکن دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ گزشتہ دنوں دو عورتوں اور ایک مرد نے مرزائیت سے توبہ کر کے مولانا اللہ یار ارشد کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور مرزا غلام احمد کادیانی پر لعنت بھیجتے ہوئے اُسے کذاب قرار دیا۔ حیاتِ سیدنا مسیح علیہ السلام کا اعلان کیا۔ ان نومسلموں کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

۱۔ محمد چراغ ۔ موضع چھنی ۲۔ شگفتہ تبسم ۔ موضع چھنی ۳۔ طاہرہ بانو ۔ محلہ دارالفضل

۲۰ فروری کو یہاں ایک عجیب واقعہ رونما ہوا کہ آر ایم ربوہ کی عدالت کے سامنے دن کے گیارہ بجے ایک مرزائی ڈاکٹر غلام حسین نے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اذان دی۔ بات ہماری سمجھ میں آ گئی کہ

مرغے کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

مولانا اللہ یار ارشد نے فوراً مقدمہ درج کرا کے مرزائی مرغے کو گرفتار کرا دیا۔ لوگ پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ

کویلے دتی اے بانگ وے ککڑا دوپہر دیا

ربوہ میں مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر کو آپس میں لڑانے والے مواد پر مبنی لٹریچر خوب تقسیم کیا جا رہا ہے۔ لیکن محض ایک خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو گا۔ مسلمان متحد ہیں اور سارقانِ نبوت کو اُن کے انجام تک پہنچا کر دم لیں گے۔

بیچہ وطنی

ابن حافظ

مسلمانوں نے مرزائی بوٹا جڑ سے اکھاڑ پھینکا

بیچہ وطنی، اوکاڑہ اور فورٹ عباس میں مرزائی مردے مسلمانوں کے قبرستان سے نکال دیئے گئے!

مرزائیوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائیں۔ خصوصاً جب سے پاکستان میں امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہوا ہے۔ ان کی شرارتیں تیز ہو گئی ہیں لیکن تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ ۱۶ جنوری کو بیچہ وطنی کے نواحی چک ۱۳۷/ ۱۲۔ ایل میں بوٹا نامی مرزائی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنماؤں کو خبر ملی تو انہوں نے شہر بھر کے ذمہ دار حلقوں کا مشترکہ اجلاس بلایا۔ مجلس عمل کے مقامی صدر مولانا محمد یار، جنرل سیکرٹری خالد لطیف چیمہ، مجلس احرار اسلام کے رہنما پیر جی عبدالعلیم رائے پوری، مولانا ارشاد احمد خان، جمعیۃ اہلحدیث کے صوفی محمد شفیق، انجمن تاجران کے صدر شیخ حفیظ اور انجمن شہریان کے عہدے داروں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ مرزائی مردے کو مسلمانوں کے قبرستان سے فوراً نکالا جائے۔ کیوں کہ مرزائی قانوناً غیر مسلم اقلیت ہیں اس لئے انہیں قطعاً یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں جب کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت نہ تو وہ اسلامی شعائر اپنا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی لحاظ سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر سکتے ہیں۔ شہر بھر میں احتجاجی تحریک زور پکڑ گئی۔ احرار کارکنوں کی ان تھک جدوجہد بارآور ثابت ہوئی۔ چنانچہ یکم فروری کو حکومت نے تمام ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت کی کہ مسلمانوں کے قبرستان میں کسی مرزائی مردے کو دفن نہ ہونے دیا جائے۔ مجلس احرار اسلام اور مجلس عمل میں شامل تمام مکاتب فکر کی مسلسل محنت کے نتیجہ میں ۱۵ فروری کو انتظامیہ نے "مرزائی بوٹے" کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور اُسے مسلمانوں کے قبرستان سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کر دیا۔

بلدیہ بیچہ وطنی کے چیئرمین رائے علی نواز، حزب اختلاف کے رہنما چوہدری اعجاز احمد کمبوہ اور دیگر معززین شہر نے عالمی مجلس احرار اسلام کی خدمات کو سراہا اور جماعت کے رہنما جناب عبداللطیف خالد چیمہ کو تحریک کی کامیابی پر مبارک باد دی۔ اسی طرح اوکاڑہ کے نواحی علاقہ موضع ینگ پور اور فورٹ عباس سے بھی مرزائی مردے مسلمانوں کے قبرستان سے نکال دیئے گئے۔

ملتان

سفیان سلیمی

◉ سید عطاء المحسن بخاری کے اعزاز میں استقبالیہ

◉ احرار رہنماؤں سے مولانا زاہد الراشدی کی اہم ملاقات

◉ تحریک تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں کا اجلاس

◉ احرار رہنماؤں کی پریس کانفرنس

عالمی مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما، فاتح ربوہ، قائد تحریک ختم نبوت ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ ۲۳ دسمبر ۱۹۸۷ء کو برطانیہ و سعودی عرب کے تین ماہ کے تبلیغی دورہ سے واپس ملتان پہنچے تو چھاؤنی ریلوے اسٹیشن پر احرار کارکنوں کی بڑی تعداد نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ ۲۵ دسمبر کو ان کے اعزاز میں دار بنی ہاشم کے وسیع پنڈال میں ایک بڑا استقبالیہ دیا گیا۔ جماعت کے مقامی صدر جناب صوفی نذیر احمد چوہان نے تقریب کی صدارت کی۔ بزرگ رہنما جناب ملک عبدالغفور انوری اور ابن امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ بھی استقبالیہ میں موجود تھے۔ جماعت کے مقامی جنرل سیکرٹری سید محمد کفیل بخاری نے استقبالیہ تقریب میں افتتاحی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اکابر احرار اور خصوصاً حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمیں جو ذمہ داری سونپی تھی الحمد للہ پوری دیانت داری کے ساتھ ہم اس سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں اور اب مجلس احرار نے غیر ممالک میں بھی محاسبۂ مرزائیت کی جدوجہد تیز کر دی ہے۔ حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ عالمی مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ "یو کے ختم نبوت مشن" کی دعوت پر برطانیہ کا دوسرا کامیاب تبلیغی دورہ کر کے وطن واپس پہنچے ہیں۔ احرار کارکن ان کی محنت اور جرأت کو سلام کرتے ہیں کہ انہوں نے محاسبۂ مرزائیت کی جدوجہد کو بین الاقوامی سطح پر شروع کر کے مرزائیت کے حوصلے پست کر دیئے ہیں۔

مہمان خصوصی سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا،

" جو مولوی پیر، حکمران اور سیاست دان ملت ابراہیمی کو مذہبی طبقہ داریت سے دوچار کرتا

ہے وہ مسلمانوں کا نمائندہ نہیں دشمن ہے۔ مسلمانوں کے تمام طبقات ایک اکائی ہیں، سب کے اصول ایک ہیں، توحید، ختمِ نبوت و امامت، معصومیت، اُسوۂ ازواج و اصحاب رسول علیہم السلام اجماعِ صحابہ اور اجماعِ اُمت سب کے عقیدے کی بنیاد اور قدرِ مشترک ہے۔ اس کے بعد مذہبی طبقہ واریت اور جتھہ بندی کا تصورِ دین کی اجتماعی روح سے انحراف ہے۔

بہت سے پاکستانی مولوی یورپ میں کفر و شرک کے خلاف جنگ کرنے کی بجائے باہمی آویزشوں، عداوتوں اور مذہبی طبقاتی تقسیم کو ہوا دے رہے ہیں۔ اس غیر دینی اور خالص معاشی جنگ کی آگ نے وہاں کے مولویوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ علماء امت نفرت بانٹنے کی بجائے انسانوں کو دین کے لازوال رشتۂ اخوت و محبت سے منسلک کریں۔ متحد ہو کر بین الاقوامی سطح پر دینِ اسلام کی دعوت دیں اور مذہبی طبقاتی کشمکش کو ختم کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور امت کو بچائیں۔ اپنی اولاد، دولت اور طاقت دین کے استحکام اور نفاذ کے لئے وقف کر دیں۔

انسانیت کی خدمت اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ کتابِ مبین قرآنِ حکیم کائنات کے تمام انسانوں کے لئے منبع و مرکزِ رشد و ہدایت ہے۔ انسانیت کا دستورِ حیات ہے۔ انسانی غلامی سے نجات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری اُس کا بنیادی مقصد ہے۔ قرآن کے متعین کردہ اصولوں کی روشنی میں انسانیت کی جو خدمت سرانجام دی جائے گی وہی معتبر ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مخلوط تعلیم اور نشست و برخاست نے قوم میں دینی شعور کا قحط پیدا کر دیا ہے۔ حالات دن بدن ابتر ہوتے جا رہے ہیں جس کی بنیادی وجہ دینِ اسلام سے عملی انحراف و بغاوت ہے۔ اسی بغاوت کو قرآنِ حکیم نے کہا ہے کہ "بے شک انسان خسارے میں ہے"

آپ نے فرمایا کہ منکرینِ ختمِ نبوت اور دشمنانِ ازواج و اصحابِ رسول کی تخریب کاری پر گرفت نہ کرنے والے حکمران اور سیاست دان کسی بھی احترام کے مستحق نہیں۔

گزشتہ دنوں جمعیتِ علماء اسلام (درخواستی گروپ) کے رہنما مولانا زاہد الراشدی نے "متحدہ سُنّی محاذ" کی تشکیل کے سلسلہ میں عالمی مجلسِ احرارِ اسلام کے مرکزی رہنما مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ سے طویل ملاقات کی۔ دارِ بنی ہاشم میں ہونے والی یہ ملاقات انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ دونوں

رہنماؤں نے دینی قوتوں کے اتحاد کو وقت کا سب سے اہم تقاضا قرار دیا۔ مولانا سید عطاء المحسن بخاری نے اس سلسلہ میں متحدہ سُنّی محاذ سے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور علماء کے متفقہ فیصلوں کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام متحدہ سُنّی محاذ کی جدوجہد میں اُن کے شانہ بشانہ ہے۔ اس ملاقات میں ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، سید محمد کفیل بخاری اور قاری محمد حنیف جالندھری بھی موجود تھے۔

انہی دنوں عالمی مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ تحریک تحفظِ ختمِ نبوت کے مرکزی رہنماؤں کا ایک اہم تنظیمی اجلاس مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی صدارت میں دارِ بنی ہاشم میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا محمد اسحٰق سلیمی، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، مولانا اللہ یار ارشد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، محمد یوسف اور رانا عبدالرزاق نے شرکت کی۔

تحریک تحفظِ ختمِ نبوت کی تازہ ترین صورتِ حال، محاسبۂ مرزائیت کے سلسلہ میں جماعت کی سرگرمیاں، مرزائیوں کی تخریب کاری، جامعہ ختمِ نبوت ربوہ کی تعمیر و ترقی اور دیگر تنظیمی مسائل زیرِ بحث آئے۔ تحریکِ ختمِ نبوّت کو مزید مؤثر اور فعال بنانے کے لئے نہایت اہم فیصلے کئے گئے۔ اجلاس میں مولانا محمد اسحٰق سلیمی کے سسر اور پوتے اور بہاول نگر کے احرار رہنما حکیم عبدالغفور کی والدہ کی وفات پر گہرے رنج اور دُکھ کا اظہار کیا گیا اور دعاءِ مغفرت کی گئی۔

مولانا سید عطاء المحسن بخاری، صوفی نذیر احمد چوہان، سید خالد مسعود گیلانی (کنوینر یوکے ختمِ نبوۃ مشن ہیڈ کوارٹرس فیلڈ) اور سید محمد کفیل بخاری نے ۲۶ جنوری کو ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ ساہی وال کے قاری بشیر احمد حبیب شہید اور اطہر رفیق شہید کے مرزائی قاتلوں کو فوجی عدالت سے دی جانے والی سزائے موت پر فوری عمل درآمد کیا جائے۔ ساہی وال کے چودھری نعمت علی شہید کے بیٹے چودھری اصغر علی کو ہراساں کرنے والے مرزائیوں اور مرزائی نواز پولیس انسپکٹر کو گرفتار کیا جائے۔ مرزائی ملک میں خانہ جنگی کی صورتِ حال پیدا کر رہے ہیں اور اسلحہ جمع کر رہے ہیں ان پر کڑی نظر رکھی جائے۔

ملتان میں نقیب ختمِ نبوّت

ابو معاویہ محمد بشیر چغتائی حسین گیس لائٹ ہاؤس چوک حرم گیٹ سے حاصل کریں

نقیبِ ختمِ نبوّۃ ﷺ

فکرِ احرار کا ترجمان، عقیدۂ ختمِ نبوّت کا محافظ اور حکومتِ الٰہیہ کا علمبردار ہے!

نقیبِ ختمِ نبوّت: عالمی سطح پر فتنۂ مرزائیت کا محاسبہ و تعاقب کر رہا ہے۔

نقیبِ ختمِ نبوّت: مجاہدینِ احرار کے خوابوں کی تعبیر

نقیبِ ختمِ نبوّت: دینی صحافت میں میرِ کارواں

آیئے!

- ہمارے قدم سے قدم ملائیں ___!
- خود پڑھیں ○ دوستوں کو پڑھائیں ○ گھر گھر پہنچائیں ___!

آپ کا فرض ہے کہ

- نقیبِ ختمِ نبوت کے لئے: مضامین لکھیں، رپورٹیں لکھیں، خریدار بنائیں، اس پُرفتن دور میں، صحافت کے میدان میں، عرصۂ جہاد دیں

ہمارا ساتھ دیں!

- زرِ سالانہ: ۳۵/- روپے ○ لائف ممبر: ۱۰۰۰/- روپے ○ فی پرچہ: ۳/- روپے
- لائف ممبر کو ادارہ تاحیات نقیبِ ختمِ نبوت اور جماعت کا دیگر لٹریچر مفت فراہم کریگا!

نقیبِ ختمِ نبوّت مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردار

ایک ہو جاؤ!

مرزائیوں کی سرمایہ دارانہ سیاسی سازشوں، مذہبی مکاریوں اور سماجی قدروں میں مخفی فریب کاریوں کے محاسبہ و تعاقب کے لئے **عالمی مجلس احرار اسلام** کے زیرِ تعمیر دینی مراکز کی تکمیل و تشکیل میں بھرپور تعاون کریں!

ہمارے دینی ادارے:

جامعہ	ختمِ نبوت	مسجدِ احرار، متصل ڈگری کالج ربوہ فون ۸۸۶
مدرسہ	ختمِ نبوت	بخاری مسجد، سرگودھا روڈ ربوہ
دار العلوم	ختمِ نبوت	چیچہ وطنی فون ۹۵۳
مدرسہ	معمورہ	دارِ بنی ہاشم، پولیس لائنز روڈ ملتان
مدرسہ	معمورہ	مسجدِ نور، تغلق روڈ ملتان
مدرسہ	محمودیہ معمورہ	ناگڑیاں، ضلع گجرات
مدرسہ	ابوبکر صدیق	تلہ گنگ جنوبی
یو کے	ختمِ نبوت مشن	(ہیڈ آفس: گلاسگو) برطانیہ

سید عطاء المحسن بخاری مدیر مدارس التحفیظ والمساجد

دارِ بنی ہاشم ◎ پولیس لائنز روڈ، ملتان - پاکستان ◎ ترسیل زر کے لئے: اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲ حبیب بنک لمیٹڈ حسین آگاہی ملتان